HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 2 (Jan-Mar 2025)

مقاصدِ بعثتِ انبیاء اور معاشرتی اصلاح: قرآن وسنت کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

Objectives of the Prophetic Mission and Societal Reform: A Research Study in the Light of the Qur'an and Sunnah

Farida Noreen
PhD Scholar, Islamic Studies, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore,
Visiting Lecturer Islamic Studies, University of the Education, Lahore
faridanoreen53@gmail.com, https://orcid.org/0009-0009-5486-4510

Muhammad Naimat Ullah
PhD Scholar, Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, Lower Mall Campus, University of Education, Lahore / Librarian, Govt. Mines Labour Welfare Boys Higher Secondary School, Makerwal Mianwali
Email: muhammadnaimatullah53@gmail.com, https://orcid.org/0009-0004-9412-1686

Hafiz Muhammad Abdullah
PhD Scholar, Islamic Studies, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University Lahore / SST, WAPDA Inter College Mangla Dam Mirpur AJK, hafizmuhammadabdullah53@gmail.com,
https://orcid.org/0009-0001-7167-8164

Abstract

This research investigates the fundamental objectives behind the divine appointment of prophets, with a particular focus on their mission to bring about holistic reform within human societies. Drawing upon primary Islamic sources — the Qur'an and Sunnah — the study explores how the Prophets (peace be upon them) served as moral exemplars, reformers, and guides whose primary aim was to restore justice, eliminate corruption, and establish a divinely guided ethical order. The paper traces the prophetic tradition from Adam (A.S.) to Prophet Muhammad ﷺ, highlighting the recurring Qur'anic themes of tawḥīd (monotheism), tazkiyah (purification of the soul), ʿadl (justice), and daʿwah (invitation to truth). Emphasis is placed on the Qur'anic portrayal of the prophets' social engagement, their response to societal ills, and their strategies for moral, spiritual, and structural transformation. The mission of the final Prophet Muhammad ﷺ is analyzed as the culmination of all previous reformative efforts, with a universal scope addressing both individual and collective dimensions of life. The study concludes that the prophetic model offers a timeless paradigm for contemporary reform rooted in divine revelation and guided by prophetic wisdom — relevant to modern challenges in ethics, governance, education, and social justice.

Keywords: Prophetic Mission, Societal Reform, Qur'anic Guidance, Sunnah, Moral Transformation, Divine Justice

تمہید:

انسانی تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ انسان اپنی عقل، فطرت اور تجربات کے باوجود جب وحی الٰہی سے کٹ جاتا ہے تو اس کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں بگاڑ، فساد، ظلم اور گمراہی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ ربّ العزت نے ہر دور میں انسانیت کی ہدایت اور اصلاح کے لیے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کو

CC BY

مبعوث فرمایا۔ ان انبیاء کی بعثت محض رسوماتی یا محدود مذہبی سرگرمیوں تک محدود نہ تھی، بلکہ ان کا اصل مقصد انسان کو اُس کے رب سے جوڑنا، توحید کا شعور دینا، باطل عقائد و رسوم کا خاتمہ کرنا، اخلاق، روحانی اور سماجی زندگی میں تطہیر و تزکیہ پیدا کرنا اور عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرنا تھا۔ قرآن مجید انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کو ایک جامع اصلاحی تحریک کے طور پر پیش کرتا ہے، جس کا مرکزی ہدف معاشرتی اور فکری بگاڑ کی اصلاح اور انسان کو اس کی فطری اور شرعی حیثیت کے مطابق ایک متوازن زندگی کی طرف راغب کرنا ہے۔ انبیاء کی سیرت، اقوام کی تاریخ، اور الہامی کتب اس بات کی گواہ ہیں کہ ان کی جدوجہد صرف انفرادی اصلاح پر نہیں، بلکہ اجتماعی زندگی کے تمام شعبہ جات—اخلاق، معیشت، سیاست، تعلیم اور عبادات—کو خالصتاً الٰہی ہدایات کے مطابق ڈھالنے پر مرکوز تھی۔ خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت ایک عالمی اور ہمہ گیر دعوتِ اصلاح کا نقطۂ عروج ہے، جو نہ صرف عرب بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت، فلاح، مساوات، روحانی تطہیر اور سماجی عدل کا مکمل نظام لے کر آئی۔ آپ ﷺ نے جاہلیت کے اندھیروں میں گھرے معاشرے کو علم، فہم، محبت، رواداری، اور نظم و عدل کی روشنی دی، اور ایک ایسا تمدنی و معاشرتی ماڈل قائم کیا جو تا قیامت قابلِ عمل اور نمونہ ہے۔ یہ تحقیق اسی تناظر میں قرآن و سنت کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے مقاصد اور ان کی دعوتِ اصلاح کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتی ہے تاکہ عصرِ حاضر میں اسلامی معاشرت کی تشکیل و تجدید کے لیے انبیاء کی سیرت سے رہنمائی حاصل کی جا سکے۔

تعارف

نبوت اور رسالت کا بنیادی مقصد اصلاحِ انسانیت اور خالقِ انسانیت کی سچی اتباع ہے، جس کے بعد انسانوں کو اُن راستوں کی طرف رہنمائی دینا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق صحیح اور عمدہ ہوں۔ انبیائے کرام علیہم السلام مختلف ادوار اور اقوام میں مبعوث کیے گئے، اور ان کی بعثت کا مشترکہ ہدف یہی تھا کہ وہ انسانوں کی زندگیوں میں فکری، اخلاقی اور عملی تبدیلی پیدا کریں اور معاشرے کو الٰہی قانون کا تابع بنا کر ایک پاکیزہ، منصفانہ اور مہذب تمدن کی بنیاد رکھیں۔ قرآن و سنت کی تعلیمات یہ واضح کرتی ہیں کہ انبیاء کی دعوت ایک ہمہ جہت اصلاحی عمل تھی، جس میں فرد کی روحانی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرتی نظام کی اصلاح، عدل و قسط کا قیام، اور توحید کے عقیدے کی بنیاد پر انسانوں کے مابین مساوات کی بحالی شامل تھی۔ اس تحقیقی مضمون میں قرآن وسنت کی روشنی میں انبیائے کرام کی بعثت کے مقاصد اور ان کی دعوتِ اصلاح کے فکری، اخلاقی، اور تمدنی پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا جائے گا، تاکہ اس الٰہی ماڈل کو عصرِ حاضر کے اخلاقی و سماجی چیلنجز کے تناظر میں قابلِ عمل بنایا جا سکے۔

حضور اکرم ﷺ کو بھی یہی مشن سونپا گیا جس میں وہ خالق اور مخلوق دونوں کے سامنے سرخرو ہوئے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۞ [1]

"درحقیقت اہل ایمان پر اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اُن کے درمیان خود اُن ہی میں سے ایک ایسا رسول اُٹھایا جو اُس کی آیات انہیں سناتا ہے، اُن کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور اُن کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے"۔

انبیاء کی بعثت کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ خدا اور بندے کے تعلق کو توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد کی بنیادوں پر استوار کرائیں اور دعوتِ دین اور اجتماعی جدوجہد کے ذریعے تاریخ کی رُخ کو موڑ دیں اور الہامی ہدایت کی روشنی میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تعمیر کریں۔ اس ضمن میں سورۃ حدید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَ أَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۞ 2

'ہم نے اپنے رسول واضح نشانیاں کر بھیجے اور ان کے ساتھ قرآن (یعنی قانونِ حیات) اور میزانِ عدل اُتاری تاکہ انسانوں پر انصاف قائم کریں'۔

پھر مزید اس ضمن میں سورۃ صف میں رب السموات والارض کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۞ 3

"وہی ہے (ذاتِ باری تعالیٰ) جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسکو تمام نظام ہائے زندگی / سب دینوں پر غالب کر دے"۔

قرآن پاک میں حضرت محمد ﷺ کو بھی یہی مشن اصلاح کا سونپا گیا جس میں وہ خالق اور مخلوق دونوں کے سامنے سرخرو ہوئے۔ آدم علیہ السّلام سے لے کر ختم المرسلین محمد ﷺ تک نبوت اور رسالت کا بنیادی مقصد اصلاحِ انسانیت کو واضح کیا گیا ہے جس میں قرآن پاک میں موجود انبیاء کرام علیہم السلام مثلاً حضرت آدم علیہم السّلام، حضرت نُوح علیہم السّلام، حضرت ادریس علیہم السّلام، حضرت ہود علیہم السّلام، حضرت صالح علیہم السّلام، حضرت ابراہیم علیہم السّلام، حضرت لُوط علیہم السّلام، حضرت شعیب علیہم السّلام، حضرت موسیٰ علیہم السّلام، حضرت داؤد علیہم السّلام، حضرت سلیمان علیہم السّلام، حضرت یونس علیہم السّلام، حضرت عیسیٰ علیہم السّلام اور حضرت محمد ﷺ کی دعوتِ اصلاح کو قرآن پاک سے مختصر واضح کیا گیا ہے۔ اصلاح انسانیت کی ضرورت کے پیشِ نظر ختم المرسلین محمد ﷺ کی بعثت کے وقت انسانیت کے عمومی حالات کو بیان کیا گیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ختم المرسلین محمد ﷺ کی دعوتِ اصلاح کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ آدم علیہ السّلام سے ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ تک انبیا کرام علیہم السّلام کا بنیادی مقصد۔ انسان کو اُس کی پہچان کے ساتھ اِس طرح رہنمائی دینا کہ وہ حق و باطل کو سمجھ کر اُس میں امتیاز پیدا کر سکے۔ باطل سے بچتے ہوئے حق کی طرف مضبوطی سے گامزن ہو سکے۔ برائیوں، گمراہیوں سے نیکیوں کی طرف راغب ہو سکے۔

اصلاح انسانیت بعثت انبیاء کرام علیہم السلام کا مقصود ہے

OPEN ACCESS
CC BY

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب انبیاء ورسل کی بعثت کا مقصد جہاں کفر وشرک کا خاتمہ ہے وہاں انسانی احوال وافعال میں پیدا ہونے والے بگاڑ کی اصلاح کرنا بھی ہے اور تمام انبیاء ورسل دین ودنیا کی اصلاح کا مقدس فریضہ خندہ پیشانی سے ادا کرتے رہے۔

بعثت انبیاء کرام کا مقصد بیان کرتے ہوئے احمد مصطفی المراغی لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے انسانی حالت کی اصطلاح کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث کیا۔ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد سلسلہ نبوت اپنے اختتام کو پہنچا۔ حضور ﷺ نے عقائد، اخلاق وآداب کی اصلاح وہدایت کی اور یہ اصلاح نہ صرف روحانی تھی بلکہ جسمانی بھی تھی"۔[4]

اصلاحِ انسانیت کا مقصد تزکیہ نفس ہے

ارشاد ربانی ہے کہ

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ 5

'وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے (یعنی حضرت محمد ﷺ) کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک / تزکیہ کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے'۔

بعثت انبیاء کا مقصد اصلاح بیان کرتے ہوئے الدکتور وھبۃ الزحیلی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

'اصلاح احوال کے لیے رسول مبعوث ہوئے اور مصلحین نے ان کی اتباع کی'۔[6]

گویا انبیاء ورسل کی بعثت کا مقصد جہاں اللہ کا پیغام کو لوگوں تک پہنچانا تھا وہاں پر ان کے بگڑے ہوئے احوال کی / انسانیت کی اصلاح کرنا بھی ان کی ذمہ داری میں شامل تھا۔

سنت انبیائے کرام علیہم السلام

ہر نبی نے اپنے پیروکاروں کو دعوت الی الحق اور اصلاح انسانیت کی طرف بیک وقت متوجہ کیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضور ختمیٔ مرتبت رحمت دوعالم حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کی دعوت اصلاح انسانیت پر مبنی تھی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصلاح انسانیت کا فریضہ سرانجام دینا سنت انبیاء علیہم السّلام ہے۔ حضرت شعیب علیہم السّلام کے بارے میں قرآن پاک کے الفاظ ہیں:

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ 7

آپ نے کہا اے میری قوم! بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں روشن دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے اور اس نے عطا بھی کی ہو مجھے اپنی جناب سے عمدہ روزی اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ خود تمہارے خلاف کرنے لگوں اس امر میں جس سے میں تمہیں روکتا ہوں (نیز) **نہیں چاہتا ہوں مگر (تمھاری) اصلاح اور درستی جہاں تک میرا بس ہے** اور نہیں میرا راہ پانا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

امام زمخشری صاحب کشاف اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ما اريد الا ان اصلحكم لموعظتى و نصيحتى و امرى بالمعروف ونهى عن المنكر8

" میرا کوئی ارادہ نہیں سوائے اس کے اپنے وعظ و نصیحت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے تمہاری اصلاح کروں"۔

امام شوکانی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں

ما اريد بالامر والنهى الا الاصلاح لكم و دفع الفساد فى دينكم و معاملاتكم9

'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے میرا کوئی اور ارادہ نہیں سوائے تمہاری اصلاح کے اور تمہارے دینی ودنیاوی معاملات سے فساد کو دور کرنے کے'۔

بعثت انبیاء علیہم السّلام اور اُن کی دعوتِ اصلاح

تخلیق آدم علیہ السّلام کے بعد انسانی معاشرہ وجود میں آتے ہی انسان کے گوناگوں معاشرتی مسائل شروع ہوگئے، روزگار کے مسائل، شادی بیاہ، باہم لین دین کے مسائل ودیگر متعدد مسائل انسانوں کو ان میں رہبری کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعے ان مسائل کی راہنمائی فرمائی۔ کچھ عرصے اس راہنمائی کا اثر رہا اور لوگوں نے روشن آسمانی ہدایت کے زیر اثر راحت وپاکیزگی کی زندگی بسر کی۔ مگر کچھ عرصے بعد پھر لوگوں نے ہوا وہوس کا راستہ اختیار کیا اور ان میں گمراہی پھیلنا شروع ہوئی تو عادت الٰہی کے مطابق ان کی اصلاح کے لیے پھر انبیاء ورسول بھیجے گئے۔

حضرت آدم علیہ السّلام

اسی طرح حضرت آدم علیہ السّلام کو زندگی کے آخری دور میں یمن کی اصلاح کا حکم ملا تھا۔ ڈاکٹر ذوالفقار کاظم بیان کرتے ہیں:

"زندگی کے آخری دور میں حضرت آدم علیہ السّلام کو وحی کے ذریعے حکم ملا کہ وہ یمن کے آتش پرستوں کو دین الٰہی کی طرف بلائیں۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ قابیل کو باپ کی آمد کا پتہ چلا تو وہاں سے بھی بھاگ گیا۔ تاہم حضرت آدم علیہ السّلام نے باقی قبیلے میں تبلیغ کی"۔[10]

OPEN ACCESS
CC BY

امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حضرت آدم علیہ السّلام کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شیث علیہ السّلام نے ان کے کام (اصلاح انسانیت اور تبلیغ) کی ذمہ داری اُٹھائی۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا، تو انہوں نے اپنے بیٹے 'انوش' کے حق میں وصیت کی۔ چنانچہ انہوں نے یہ ذمہ داری اُٹھائی۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا، تو انہوں نے یہ ذمہ داری اُٹھائی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے 'قینن' پھر ان کے بیٹے "مہلابیل" نے یہ منصب سنبھالا۔ ان کے بارے میں اہل فارس کا کہنا ہے کہ وہ ہفت اقلیم کے بادشاہ تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے درخت کاٹے، شہر بسائے اور بڑے بڑے قلعے تعمیر کیے۔ وہ کہتے ہیں کہ بابل اور سوس (ایران) کے شہر انہوں نے تعمیر کیے۔ انہوں نے ابلیس کے لشکروں کو شکست دے کر زمین کے دور دراز علاقوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں منتشر کر دیا۔ انہوں نے بہت سے سرکش جن اور بھوت قتل کیے۔ ان کا ایک بہت بڑا تاج تھا۔ وہ لوگوں سے خطاب فرماتے تھے۔ ان کی حکومت چالیس سال قائم رہی۔ ان کی وفات پر ان کے بیٹے "یرد" نے ان کا منصب سنبھالا۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے "خنوخ" کے حق میں وصیت کی۔' مشہور قول کے مطابق انہی کو "اِدریس علیہ السّلام" کہا جاتا ہے"۔[11]

حضرت ادریس علیہ السّلام

حضرت ادریس علیہ السّلام اللہ کے سچّے نبی تھے۔ آپ کا مقام اللہ کی بارگاہ میں بہت زیادہ ہے۔ قرآنِ پاک نے بھی آپ علیہ السّلام کا ذکر بہت اچھے انداز میں کیا ہے

حضرت ادریس علیہ السّلام کا نام قرآن مجید میں دو مقام پر آیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الصَّابِرِينَ ۞ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۞12

"اور (اے نبی) اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل (علیھم السّلام) کا ذکر کیجیے۔ یہ سب صابر لوگ تھے۔ ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمایا، بلاشبہ یہ نیک لوگ تھے"۔

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت یوں فرمایا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۞ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۞13

اور اس مقدس کتاب (قرآن مجید) میں ادریس (علیہ السّلام) کا ذکر کیجیے۔ بلاشبہ وہ بھی نہایت سچّے نبی تھے اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اٹھالیا تھا'۔

ڈاکٹر ذوالفقار کاظم کہتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السّلام نے بھی اپنی قوم کی اصلاح کے لیے اپنی قوم کو یہ تعلیمات دی۔ انہوں نے مخلوق خدا کو بتایا:

"خدا کو ایک مانو، صرف اسی کو عبادت کے لائق سمجھو، عذابِ آخرت سے بچنے کے لیے اپنے اعمال سنوارو، پاکبازی اختیار کرو اور عدل و انصاف سے کام لو۔ انہوں نے مخلوق خدا کو نماز کی ادائیگی کا بھی حکم دیا اور ان کے طور طریقے بھی سکھائے۔ انہوں نے ہر مہینے کے چند مخصوص ایام کے روزے رکھنے کا بھی حکم دیا اور دشمنان دین کا مقابلہ کرنے (جہاد) کا بھی حکم دیا۔ انہوں نے زکوٰۃ و خیرات کی رقوم سے غرباء و مساکین کی مشکلات دور کرنے کا بھی حکم دیا۔ انہوں نے طہارت و نظافت پر بھی زور دیا"۔[14]

حضرت ہود علیہ السّلام

حضرت نوح علیہ السّلام کے بعد قرآن حکیم میں جس نبی کا ذکر آتا ہے وہ حضرت ہود علیہ السّلام ہیں اور حضرت ہود علیہ السّلام قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے۔

حضرت ہود علیہ السّلام کی بعثت اور دعوت کا مقصد اللہ کی وحدانیت کے بارے میں عوام الناس کو آگاہ کیا جائے۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۞ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۞ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۞15

"اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السّلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے۔ ان کی قوم میں جو بڑے لوگ کافر تھے انہوں نے کہا ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں۔ اور ہم بے شک تم کو جھوٹے لوگوں میں سمجھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں"۔

حضرت ہود علیہ السّلام کی دعوتِ اصلاح

حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم کو بنیادی طور پر توحید یعنی ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا، اس کے احکام کی تعمیل کرنے اور اس سے مغفرت طلب کرنے کی ترغیب دلائی مثلاً توحید کی دعوت دیتے ہوئے حضرت ہود علیہ السّلام نے کہا:

قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۞16

"یعنی ہود (علیہ السّلام) نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں، سو تم ڈرتے کیوں نہیں۔"

ایک اور جگہ حضرت ہود علیہ السّلام اصلاح کے لیے اپنی قوم دعوت دیتے ہوئے قرآن پاک میں ارشادِ پاک ہے کہ

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۞ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۞ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۞17

OPEN ACCESS
CC BY

"اور (ہم نے) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السّلام) کو (بھیجا)، انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تم اللہ پر (شریک رکھنے کا) محض بہتان باندھنے والے ہو۔ اے میری قوم! میں اس (دعوت و تبلیغ) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر فقط اس (کے ذمہ کرم) پر ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور اے لوگو! تم اپنے رب سے (گناہوں کی) بخشش مانگو پھر اس کی جناب میں (صدق دل سے) رجوع کرو، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیجے گا اور تمہاری قوت پر قوت بڑھائے گا اور تم مجرم بنتے ہوئے اس سے روگردانی نہ کرنا۔"

حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم کی عملی خرابی کا تزکرہ کرتے ہوئے اس طرح متنبّہ کیا۔

اَتَبۡنُوۡنَ بِكُلِّ رِيۡعٍ اٰيَةً تَعۡبَثُوۡنَ ۞ وَتَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ ۞18

"کیا تم ہر بلند جگہ پر ایک علامت بناتے ہو یہ ایک فضول خرچ اور بے کار کام ہے۔ اور تم کارخانے اور محل بناتے ہو شاید اس خیال پر کہ تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔"

یعنی انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ہر بلند مقام پر بڑی بڑی عظیم عمارتیں، محلات وغیرہ تعمیر کرتے ہو جن سے محض دل خوش کرنا مقصود ہوتا ہے اور تمہیں ان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حضرت ہود علیہ السّلام نے ہر ممکن ان کی اصلاح کی کوشش کی لیکن وہ تھے کہ سمجھنے کا نام ہی نہ لیتے تھے، بالآخر انہوں نے کہا:

قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ رِجۡسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوۡنَنِىۡ فِىۡۤ اَسۡمَآءٍ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ ۞ 19

"تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب (کا نازل ہونا) مقرر ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادانے (اپنی طرف سے) رکھ لیے ہیں جن کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں"۔

یعنی یہ بات کہہ کر تم اللہ کے عذاب اور غضب کے مستحق ہو گئے ہو۔ کیا تم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا موازنہ اپنے تراشے ہوئے بتوں کی پوجا سے کرتے ہو؟ حالانکہ انہیں خود تم نے معبود قرار دیا ہے۔ یہ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا فیصلہ ہے جس کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ اب جب تم نے حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور باطل پر اصرار کر رہے ہو تو میرا تمہیں ان اعمال بد سے منع کرنا اور منع نہ کرنا برابر ہے۔ اس لیے اب اللہ کے اس عذاب کا انتظار کرو جو تم پر نازل ہونے والا ہے اور جسے روکا نہیں جاسکتا۔

حضرت صالح علیہ السّلام

حضرت صالح علیہ السّلام جیسا کہ خود اُن کے نام سے ظاہر ہے اصلاح حال کی صلاحیتوں سے مزیّن تھے۔ آپ علیہ السّلام قوم ثمود کی طرف بھیجے گئے۔ یہ قوم حجاز و شام کے درمیان وادی قُرٰی کے جو میدان نظر آتے ہیں اُن میں آباد تھی۔ قرآن حکیم میں ان کا ذکر متعدّد مقامات پر آتا ہے خصوصاً سورہ ہود اور سورہ الاعراف میں مثلاً قرآن مجید میں آتا ہے:

وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡ سُهُوۡلِهَا قُصُوۡرًا وَّتَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُيُوۡتًا ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۞20

(اے قوم ثمود) ہمارے اُس احسان کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے عاد کے بعد تم کو اُن کا جانشین مقررّ فرمایا۔ اور تم کو زمین میں آباد کیا اور تم نرم زمین میں مکان بناتے ہو۔ اور پہاڑوں کو کاٹ کر اپنے لیے عالی شان عمارتیں تعمیر کرتے ہو۔ یہ نعمتیں اللہ ہی نے تم کو عطا کیں، پھر تم کو کیا ہوا کہ تم اُس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے رہتے ہو"۔

حضرت صالح علیہ السّلام کی دعوتِ اصلاح

حضرت صالح علیہ السّلام نے اپنی قوم کو اس بات کی دعوت دی کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں، بتوں سے کنارہ کشی کریں اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں۔ لیکن ان کی قوم میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور اکثر نے کفر کیا اور زبان و عمل سے حضرت صالح علیہ السّلام کو اذیت دی اور اس اونٹنی کو قتل کر دیا جسے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السّلام کی سچائی کی دلیل کے طور پر پیدا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السّلام کی دعوت کا تزکرہ سورہ اعراف میں یوں کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ هُوَ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَاسۡتَعۡمَرَكُمۡ فِيۡهَا فَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ قَرِيۡبٌ مُّجِيۡبٌ ۞21

"یعنی (حضرت صالح علیہ السّلام نے) کہا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی نے اس زمین میں تمہیں آباد کیا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے"۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی حضرت صالح علیہ السّلام کے بارے میں سُورۃ الحج کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"حضرت صالح علیہ السّلام نے کہا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور اس پر دلیل یہ دی تھی کہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا اور زمین میں آباد کیا ہے۔ اس کے جواب میں ان کی مشرک قوم کہتی ہے کہ ہمارے یہ معبود بھی مستحق عبادت ہیں اور ان کی عبادت ترک نہیں کی جاسکتی، کیونکہ باپ دادا کے وقتوں سے ان کی عبادت ہوتی چلی آرہی ہے۔ یعنی مکھی پر مکھی صرف اس لیے ماری جاتی رہنی چاہیے کہ ابتدا میں کسی بے وقوف نے اس جگہ مکھی ماردی تھی، اور اب اس مقام پر مکھی مارتے رہنے کے لیے اس کے سوا کسی معقول وجہ کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ یہاں مدتوں سے مکھی ماری جارہی ہے"۔[22]

CC BY

اسی طرح سُورۃ یٰسین کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اللہ کے سوا تمہارا کوئی خدا اور کوئی حقیقی نہیں۔ مشرکین خود بھی اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ ان کا خالق اللہ ہی ہے۔ اسی مسلمہ حقیقت پر بنائے استدلال قائم کر کے حضرت صالح علیہ السلام ان کو سمجھاتے ہیں کہ جب وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین کے بے جان مادّوں کی ترکیب سے تم کو یہ انسانی وجود بخشا، اور وہ بھی اللہ ہی ہے جس نے زمین میں تم کو آباد کیا، تو پھر اللہ کے سوا خدائی اور کس کی ہو سکتی ہے اور کسی دوسرے کو یہ حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے کہ تم اس کی بندگی و پرستش کرو"۔[23]

مولانا مودودی حضرت صالح علیہ السّلام کے بارے میں سُورۃ الروم کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اپنے ان اُمراء و روساء اور ان رہنماؤں اور حاکموں کی اطاعت چھوڑ دو جن کی قیادت میں تمہارا یہ فاسد نظامِ زندگی چل رہا ہے۔ یہ مسرف لوگ ہیں، اخلاق کی ساری حدیں پھاند کر شتر بے مہار بن چکے ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے کوئی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ یہ جس نظام کو چلائیں گے اس میں بگاڑ ہی پھیلے گا۔ تمہارے لیے فلاح کی کوئی صورت اگر ہے تو صرف یہ کہ اپنے اندر خدا ترسی پیدا کرو اور مفسدوں کی اطاعت چھوڑ کر میری اطاعت کرو، کیونکہ میں خدا کا رسول ہوں، میری امانت و دیانت کو تم پہلے سے جانتے ہو، اور میں ایک بے غرض آدمی ہوں، اپنے کسی ذاتی فائدے کے لیے اصلاح کا یہ کام کرنے نہیں اٹھا ہوں۔ یہ تھا وہ مختصر منشور جو حضرت صالح علیہ السّلام نے اپنی قوم کے سامنے پیش کیا۔ اس میں صرف مذہبی تبلیغ ہی نہ تھی، تمدنی و اخلاقی اصلاح اور سیاسی انقلاب کی دعوت بھی ساتھ ساتھ موجود تھی"۔[24]

حضرت نوح علیہ السّلام

حضرت نوح علیہ السّلام کو آدمِ ثانی کہتے ہیں کیونکہ حضرت نوح علیہ السّلام کی بعثت سے پہلے خدا کی مخلوق حضرت آدم علیہ السّلام کی دعوتِ توحید و رسالت سے یکسر نا آشنا ہو چکی تھی، اور بُت پرستی ان کا شعار ہو گیا تھا۔ اور ان کی اصلاح کے لیے حضرت نوح علیہ السّلام کو مبعوث کیا گیا۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں کہ

"قرآن کی رو سے جس صالح نظامِ زندگی پر حضرت آدم علیہ السّلام اپنی اولاد کو چھوڑ گئے تھے اس میں سب سے پہلا بگاڑ حضرت نوح علیہ السّلام کے دور میں رونما ہوا اور اس کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو مامور فرمایا"۔[25]

حضرت نوح علیہ السّلام کی دعوتِ اصلاح

قرآن پاک میں ہے کہ

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۞26

"بیشک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف (اور فرمایا اے نوح!) بروقت خبر دار کر و اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ نازل ہو جائے ان پر عذاب الیم۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں تمہیں صریح طور پر ڈرانے والا ہوں۔ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرو اور میری پیروی کرو"۔

یہ تین باتیں تھیں جو حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنی رسالت کا آغاز کرتے ہوئے اپنی قوم کے سامنے پیش کیں۔ ایک، اللہ کی بندگی۔ دوسرے، تقویٰ۔ تیسرے، رسول کی اطاعت۔ اللہ کی بندگی کا مطلب یہ تھا کہ دوسروں کی بندگی و عبادت چھوڑ کر اور صرف اللہ ہی کو اپنا معبود تسلیم کر کے اسی کی پرستش کرو اور اسی کے احکام بجالاؤ۔ تقویٰ کا مطلب یہ تھا کہ ان کاموں سے پرہیز کرو جو اللہ کی ناراضی اور اس کے غضب کے موجب ہیں، اور اپنی زندگی میں وہ روش اختیار کرو جو خدا ترس لوگوں کو اختیار کرنی چاہیے۔ رہی تیسری بات کہ "میری اطاعت کرو"، تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ان احکام کی اطاعت کرو جو اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں دیتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے ہوئے کہا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۞

"بیشک ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف۔ تو انھوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی۔ نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اللہ کے سوا۔ بیشک میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ آجائے"۔[27]

اس آیت کی تفسیر میں پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ

"آپ (نوح علیہ السّلام) نے سب سے پہلے شرک کی پستیوں سے نکال کر توحید کی رفعتوں کی طرف آنے کی دعوت دی۔ اور انہیں بتایا کہ اس پاک ذات کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ نوری و ناری، آبی و خاکی سب اس کی مخلوق ہیں اور اس کے حکم کے سامنے سرافگندہ ہیں۔ جب اس کے بغیر اور کوئی خدا نہیں تو اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت کی جائے تو آخر کیوں؟"[28]

دوسرے مقام پر حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنی قوم کو ایک خدا پر ایمان لانے کے لیے سوالیہ انداز میں یوں کہا:

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۞ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۞29

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے کس طرح سات آسمان پیدا کر دیئے ہیں اور ان میں چاند کو جگمگاتا بنایا ہے اور سورج کو روشن چراغ بنایا ہے"۔

OPEN ACCESS

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعوتِ اصلاح

حضرت ابراہیم علیہ السّلام عراق کے قصبہ "آزر" میں مبعوث ہوئے آپ کا پورا گھرانہ اور قوم بت پرستی میں مبتلا تھی۔ بت پرستی سرکاری مذہب تھا۔ اہل بابل بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اُنہی سے بت پرستی کے بارے میں مناظرہ کیا تھا اور مجسموں کو توڑ پھوڑ کر اور ان کی تحقیر و تذلیل کر کے ان کا باطل ہونا واضح فرمایا تھا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝30

"اور (حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے) کہا کہ تم جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کے لیے۔ (مگر) پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کر دوگے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجوگے۔ اور تمہارا سب کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا"۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بھی قوم کو یہی درسِ توحید دیا:

وَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝31

"اور ابراہیم (علیہ السّلام) کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو"۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝[32]

کیا نہ دیکھا آپ نے (اے حبیب) اسے جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں اس وجہ سے کہ دی تھی اسے اللہ نے بادشاہی جب کہ کہا ابراہیم (علیہ السلام) نے (اسے) کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا کہ میں بھی جلا سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نکالتا ہے سورج کو مشرق سے تو تو نکال لا اسے مغرب سے (یہ سن کر) ہوش اڑ گئے اس کافر کے اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے نمرود کے دربار میں توحید کی دعوت دی تو اس نے یہ کہا یہ بتلاؤ کہ تمہارا رب کون ہے جس کی پوجا کی تم تعلیم دے رہے ہو تو حضرت ابراہیم السلام نے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ وہ کہنے لگا۔

أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۝33 "میں بھی زندہ کرتا ہے اور مارتا بھی ہے"

یعنی (میں بھی یہ کام کر سکتا ہوں) تو اس وقت آپ نے ایک نئے طریقے سے توحید اور اللہ کے ہونے کی دلیل پیش کی۔ قرآن نے اس کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے:

قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۝34

"ابراہیم (علیہ السّلام) نے کہا اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو خدا ہے تو مغرب سے نکال۔ یہ سن کر وہ منکر ششدر رہ گیا"۔

حضرت لوط علیہ السّلام کی دعوتِ اصلاح

حضرت لوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم کے سگے بھتیجے تھے۔ آپ (علیہ السّلام) "اہلِ سدوم" کی طرف مبعوث ہوئے۔ سدوم کا علاقہ اردن اور بیت المقدس کے درمیان واقع ہے۔ اہلِ سدوم میں بہت سی خرابیاں موجود تھیں۔ جن میں کچھ تو بہت رزیل اور بری تھیں مثلاً (۱) اللہ کی نافرمانی کرنا، (۲) زمین پر فساد برپا کرنا، (۳) نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کی بجائے نو عمر لڑکوں سے اختلاط رکھنا۔ یہ ایک ایسی برائی تھی جس کی موجد یہی قوم تھی۔ قرآن مجید میں سورۃ الاعراف میں ان کا ذکر کیا ہے:

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝35

"اور لوط (علیہ السّلام) کو (بھی ہم نے اسی طرح بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم (ایسی) بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جسے تم سے پہلے اہلِ جہاں میں سے کسی نے نہیں کیا تھا؟ بے شک تم نفسانی خواہش کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو بلکہ تم حد سے گزر جانے والے ہو اور ان کی قوم کا سوائے اس کے کوئی جواب نہ تھا کہ وہ کہنے لگے: ان کو بستی سے نکال دو بے شک یہ لوگ بڑے پاکیزگی کے طلبگار ہیں"۔

ان حالات میں حضرت لوط علیہ السّلام نے اس بدکار قوم پر ان کے حیا سوز افعال کی بنا پر ملامت کی۔ انہیں طہارت کی زندگی اپنانے پر ترغیب دی اور اقوام سابقہ کے نتائج و عواقب بتا کر انہیں عبرت دلائی۔ مگر آپ کی اس مخلصانہ دعوت و تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت شعیب علیہ السّلام کی دعوتِ اصلاح

آپ قبیلہ اہلِ مدین میں مبعوث ہوئے اور یہ قبیلہ حجاز اور فلسطین کے درمیان ارضِ معان میں سکونت پزیر تھا۔ یہ قوم ناپ تول میں کمی کرنے اور زمین پر فساد کرنے اور لوٹ مار کے مرتکب تھے۔ ان جرائم کی اصلاح کے لیے حضرت شعیب علیہ السّلام کو بھیجا گیا۔

CC BY

قرآن مجید میں سورۃ ہود میں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ ۞ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۞ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۞ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۞36

”اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور تم ناپ تول میں بھی کمی نہ کرو میں تو تمہیں آسودہ حال دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف (بھی) ہے۔ اے میری قوم! ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کرو لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد اور خرابی نہ مچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا حلال کیا ہوا جو بچ رہے تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو، میں تم پر کچھ نگہبان (اور داروغہ) نہیں ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیب! کیا تیری صلاۃ تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں بے شک تم ہی (ایک) بڑے تحمل والے ہدایت یافتہ (رہ گئے) ہو“۔

حضرت شعیب علیہ السّلام کی اصلاح کی اس طویل جدوجہد کے نتیجے میں چند ضعیف اور نچلے طبقے کے لوگوں کے علاوہ کسی نے بھی ان کی دعوت پر کان نہ دھرا۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دعوت اصلاح

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے مصر میں نبی بنا کر بھیجا۔ اس وقت فرعون وقت کا بادشاہ تھا۔ اس نے ربوبیت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ بنی اسرائیل کو غلام بنا کر رکھا تھا اور بنی اسرائیل پر بھی ظلم وستم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام، حضرت ہارون علیہ السّلام کے ہمراہ فرعون کے دربار میں پہنچتے ہیں اور اسے توحید رب کی دعوت دیتے ہیں اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ پوچھتا ہے؟ اے موسیٰ تمہارا رب کون ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے فرعون کو یہ جواب دیا:

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۞37

”موسیٰ نے جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت، شکل عنایت فرمائی پھر اسے راستہ بتایا“۔

لیکن فرعون حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دعوت کا انکار کر دیتا ہے اور جادوگروں سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا مقابلہ کرواتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السّلام کی دعوت اصلاح

حضرت داؤد علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے اسرئیلی گروہ کی رشد وہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے زبور عطا فرمائی۔ آپ نے شریعت موسیٰ کو از سرِ نو زندہ کیا۔ اسرائیلوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ آپ پر اللہ نے جو زبور نازل فرمائی جب اس کی تلاوت حضرت داؤد علیہ السّلام اپنے سحر انگیں لہجے میں کرتے تو اس کی تاثیر کا یہ عالم ہوتا کہ تمام عالم وجد میں آ جاتا اور خدا کی حمد میں گونج اٹھتے۔ گویا جن وانس، پہاڑ اور پرندے سب نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ کے مطیع وفرمان اور اطاعت گزار بنے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کا یہ اعزاز بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ قرآن حکیم میں اُن کو خلیفہ کے لقب سے نوازا گیا، جو حضرت آدم علیہ السّلام کے لیے خاص ہے۔

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ۞38

اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو“۔

اور یہ وہ لقب ہے جو حضرت داؤد علیہ السّلام کے صفاتِ علم وقدرت دونوں کے ساتھ ان کے فرائض خلافت کی جانب نشان دہی کرتا ہے۔

إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۞39

”ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تسبیح خوانی کریں“۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام کی دعوت اصلاح

حضرت سلیمان علیہ السّلام، حضرت داؤد علیہ السّلام کے فرزند ہیں۔ آپ بنی اسرائیل کے اندر مبعوث ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکومت اور اقتدار عطا کیا اور اقتدار ایسا تھا کہ شاید ہی کسی اور کو عطا کیا گیا ہو۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۞40

”اور ہم نے داؤد (علیہ السّلام) کو سلیمان (نامی فرزند) عطا فرمایا، جو بڑا اچھا بندہ تھا اور بے حد رجوع کرنے والا تھا“۔

آپ علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کے ارد گرد دشمنوں کو زیر کر کے ایک زبردست حکومت قائم کی۔ آپ علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے امتیازی قوتیں عطا فرمائیں۔ مثلا منطق الطیر کا علم، حضرت داؤد علیہ السّلام کی طرح آپ علیہ السّلام کو یہ انعام فرمایا کہ آپ علیہ السّلام پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۞ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۞41

CC BY

اور بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا۔ اور ان دونوں نے کہا، حمد تو اللہ ہی کے لیے زیبا ہے جس نے اپنے بہت سے مومن بندوں پر ہم کو فضیلت عطا فرمائی ہے اور داؤد کے وارث سلیمان ہوئے اور کہنے لگے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیوں والا علم دیا گیا ہے اور ہم کو ہر چیز بخشی گئی ہے، بیشک یہ بالکل کھلا ہوا فضل الٰہی ہے۔

ہوا کو مسخر کرنا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ہوا کو مسخّر کر دیا اسے جب بھی آپ حکم دیتے چلتی جب آپ منع فرماتے رک جاتی۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ۝ 42

"اور ہم نے تند و تیز ہوا کو سلیمان (علیہ السّلام) کے تابع کر دیا جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی، اور ہم ہر چیز سے باخبر اور دانا ہیں"۔

اس طرح آپ نے ملکہ سبا کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے بھی آپ کے جاہ و جلال سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور آفتاب پرستی کو خیر آباد کہہ دیا۔

حضرت یونس علیہ السّلام کی دعوتِ اصلاح

حضرت یونس علیہ السّلام کو اہل نینوٰی کی جانب ھادی و مرشد بنا کر بھیجا گیا۔ یہ قوم عراق میں ارض موصل کے اندر آباد تھی۔ یہ بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ حضرت یونس علیہ السّلام نے ان کو غیر اللہ کے آگے جھکنے سے منع کیا۔ آپ علیہ السّلام نے مقدور بھر کوشش کی کہ قوم کفر و شرک سے تعلق توڑ کر راہِ راست پر گامزن ہو جائے لیکن قوم نے آپ کی دعوت سے منہ پھیر لیا جس پر آپ نے انہیں بتلا دیا کہ تم دعوت سے اعراض کرتے ہوا چھا تین روز کے بعد تم پر عذاب الٰہی نازل ہو جائے گا۔

تیسرے روز آپ اذن الٰہی کے بغیر وہاں سے چل دیے ابھی عذاب نہیں آیا تھا۔ اس کے آثار آہستہ آہستہ نمودار ہونے لگے۔ قوم میں چند زیرک لوگ موجود تھے۔ ان کے کہنے پر سب مرد و زن اور بوڑھے و جوان سب کھلے میدان میں نکل آئے اور رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا ان کی توبہ قبول ہوئی اور اہلِ نینوٰی سے عذاب ٹل گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ 43

"چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا سوائے یونس (علیہ السّلام) کی قوم کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت (خاص) تک کے لیے زندگی سے فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا"۔

حضرت یونس علیہ السّلام کو جب عذاب ٹل جانے کا پتہ چلا تو دل میں خیال آیا کہ اب میں قوم کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا وہ تو مجھے جھوٹا کہیں گے لہٰذا یہ فیصلہ کر لیا کہ کہیں دور چلا جاؤں مگر یہ فیصلہ اذنِ الٰہی کے بغیر تھا۔ آپ کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی کثرت افراد کی وجہ سے ڈوبنے لگی۔ ملاحوں نے قرعہ اندازی کی تینوں بار قرعہ آپ کے نام نکلا چناچہ آپ نے چھلانگ لگا دی اور سیدھے مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے پھرے روز بعد مچھلی نے آپؑ کو ساحل پر اگل دیا۔ جب قوت بحال ہوئی تو حکم ملا کہ قوم کے پاس واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ آپؑ نے پھر دعوتی مہم کا قوم میں آغاز کیا۔ قوم نے آپؑ کو دیکھا تو بڑی عزت و تکریم سے آپؑ کی دعوت کو دل و جان سے قبول کیا۔ اور آپؑ کی اطاعت کو وظیفہ حیات بنا لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۝ فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ 44

اور ان کو لاکھ یا اس سے زیادہ (لوگوں) کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا تو وہ ایمان لے آئے سو ہم نے بھی ان کو (دنیا میں) ایک وقت (مقرر) تک فائدے دیتے رہے"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی دعوت اصلاح

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں۔ آپ علیہ السّلام کی تشریف آوری سے قبل ہر طرف ظلم و جہالت کا دور دور تھا خو دیہودیوں نے تورات کے احکامات میں طرح طرح کی تبدیلیاں پیدا کر دی تھیں۔ ہر قسم کے عیوب و نقائص میں مبتلا ہو چکے تھے۔ انبیاء کے قتل سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ یہ قوم بدعقیدہ، بدمزاج اور بد اخلاق تھی۔ علاوہ ازیں یہودی علماء و فقہاء نے حلال و حرام کی تمیز کا خاتمہ کر دیا تھا۔ انہی تاریک حالات میں خدا کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے۔ آپ علیہ السّلام نے ان کی اصلاح کے لیے ان کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دی۔ قرآن نے آپ علیہ السّلام کی دعوت کو یوں نقل کیا ہے:

وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ 45

"وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے (عیسیٰ) مسیح خدا ہیں حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل خدا ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی (اور جان رکھو کہ) جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں"۔

تورات کی تصدیق اور آخری نبی کی بشارت

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اپنی دعوت میں بنی اسرائیل سے کہا کہ میں پہلے نازل ہونے والی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی بھی بشارت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بشارت کا ذکر قرآن میں یوں نقل کیا ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ 46

CC BY

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ﷺ ہو گا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے"۔

ھادی کونین رسول معظم ﷺ کی دعوتِ اصلاح

نبی کریم ﷺ مکہ کی سرزمین میں مبعوث ہوئے اور اسی سرزمین سے اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ تیرہ سال یہاں آپ ﷺ نے تبلیغ کی اور پھر اپنی عمر کے بقیہ دس سال مدینہ منورہ میں اسی دعوت الی اللہ پر صرف کیے۔ نبی اکرم ﷺ کے مقاصد بعثت پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ پچھلے انبیاء علیہم السلام خاص قوم یا خاص ملک یا خاص زمانہ کے رسول بن کر آتے تھے جبکہ آپ ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی دعوت پوری دنیا کے جن وانس اور حشر تک آنے والی نسلوں کے لیے عام تھی اور پورے عالم کی نظریاتی، فکری، اعتقادی، عملی اور اخلاقی زندگی کی مکمل اصلاح کر کے سب انسانوں کو دنیا میں امن وسکون اور عزت وعافیت کی زندگی عطا کرنا آپ ﷺ کی ذمہ داری تھی تاکہ تمام لوگ اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو کر آخرت میں آرام وسکون کی زندگی حاصل کریں۔ اور ان کی اصلاح کو مقاصدِ نبوّت بنانے کی بجائے حسبِ ذیل مقاصد ذکر کیے گئے۔

تلاوت آیات اللہ، تعلیم کتاب وحکمت، تزکیہ نفوس

آنحضور ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں چنانچہ مزکورہ بالا مقاصدِ نبوی کو بیان کرتے ہوئے قرآن پاک میں سورۃ بقرۃ آیت نمبر:۱۲۹ الفاظ میں ارشاد فرمایا گیا:

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿47

اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتین اور پاک صاف کر دے انہیں۔ بیشک توہی بہت زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر: ۱۶۴ میں ایک ہی طرح کے الفاظ میں ارشاد فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚوَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿48

یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس بھیجا ان میں ایک رسول انھیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انھیں اور سکھاتا ہے انھیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

سورۃ جمعہ کی آیت نمبر: ۲ ایک ہی طرح کے الفاظ میں ارشاد فرمایا

هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿49

"وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا امیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو بڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں اور حکمت اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

اس آیت کے ضمن میں مولانا محمد شفیع لکھتے ہیں کہ

"اس آیت میں رسول للہ ﷺ کے تین وصف نعمائے الہیہ کے ضمن میں بتلائے گئے ہیں۔ ایک تلاوت آیات قرآن یعنی قرآن پڑھ کر اُمت کو سنانا۔ دوسرے ان کو ظاہری اور باطنی ہر طرح کی گندگی اور نجاست سے پاک کرنا جس میں بدن اور لباس وغیرہ کی ظاہری پاکی بھی داخل ہے۔ اور عقائد و اعمال اور اخلاق و عادات کی پاکیزگی بھی۔ تیسرے تعلیمِ کتاب و حکمت، یہ تینوں چیزیں اُمت کے لیے حق تعالیٰ کے انعامات بھی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد بھی"۔[50]

الفت واخوّت پیدا کرنا

رسالت مآب محمد ﷺ کے اس مقصدِ نبوت کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚوَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۗ ﴿51

"اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچالیا"۔

اس آیت کی تفسیر میں پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ

CC BY

”رحمت دو عالم محمد ﷺ کی تشریف آوری سے قبل عرب کے جزیرہ نما کی کیا حالت تھی وہ آپس میں انس و محبت اور شفقت و رحمت کرنے والے انسانوں کا ملک نہیں تھا بلکہ ایک کوہِ آتش فشاں تھا جس سے ہر لحظہ اور ہر لمحہ بغض و عناد کی آگ برستی رہتی تھی اور دور دور تک آبادی جل کر خاکستر ہو جایا کرتی تھیں۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلے پر برسرِ پیکار تھا۔ ہر علاقہ دوسرے علاقہ سے جنگ آزما تھا۔ جزبات اتنے مشتعل اور بے قابو تھے کہ ذرا ذرا سی بات پر خون کی ندیاں بہہ جایا کرتی تھیں۔ ایک بار اگر جنگ کی آگ سلگ پڑتی تھیں تو صدیوں تک اس کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ اوس و خزرج میں لڑائی کا سلسلہ ۱۲۰ سال تک جاری رہا۔ کسی کی جان، کسی کا مال محفوظ نہ تھا۔ یہاں تک کہ اسلام کا بادل آیا اور رحمت خداوندی بن کر برسا۔ حضور ﷺ سراپا نور و سرور کا ظہور ہوا تو عرب کے اجڑے دیار میں بہار آگئی۔ عداوت کی جگہ محبت نے، وحشت کی جگہ انس نے، انتقام کی جگہ عفو نے، خود غرضی کی جگہ اخلاص و ایثار نے، غرور و تکبر کی جگہ تواضع و انکساری نے لے لی۔ یہ وہ انقلاب تھا جس نے عرب کی کایا پلٹ دی۔ جس کی برکت سے عرب کے صحرا نشینوں نے تاریخ عالم کا رُخ موڑ دیا۔ اللہ تعالٰی نے اسے احسانِ عظیم کی یاد تازہ کرا رہا ہے کہ کس طرح اس نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی برکت اور فیضِ نگاہ سے تمہارے ٹوٹے ہوئے دل جوڑ دیے اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا اور ذلّت و رسوائی کی پستیوں سے نکال کر ترقی و عزّت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ تم دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے بس آنکھ بند کرنے کی دیر تھی اور تم اس گڑھے میں گر پڑتے لیکن رحمتِ الٰہی نے تمہاری دستگیری کی اور تمہیں آتشِ جہنّم سے بچا لیا ان احسانات کو یاد کرو اور یاد رکھو۔ اور اسلام کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اسلام کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اپنی صفوں میں انتشار کو جگہ نہ دو“۔[52]

صراطِ مستقیم کی ہدایت دینا:

آنحضور ﷺ کے اس مقصدِ نبوت کا ذکر حق تعالٰی نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا ہے۔ **وَ إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۞** 53

”اور بے شک (اے محمد ﷺ) تم سیدھا رستہ دکھاتے ہو“۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سید قطب شہید رقمطراز ہیں:

”یعنی یہ ہدایت اللہ کی رہنمائی میں ہے۔ اور اللہ تعالٰی نے آپ ﷺ کو ہادئِ کائنات بنایا ہے۔ نبی کے ذریعے اللہ کی ہدایت، نورِ حق لوگوں تک پھیلتا ہے۔ دلوں میں ہدایت اللہ تعالٰی فرماتا ہے مگر تبلیغ رسالت اور رہنمائی انبیاء کا کام ہے اور یہ ہدایت راہِ حق کی طرف ہے۔ یہی اس خدا کا راستہ ہے جو مالک السّمٰوات والارض ہے جس نے اس راستے کی ہدایت پالی اس نے اللہ کا راستہ پالیا“۔[54]

غلبہ و شوکت دین

آنحضرت ﷺ کے دیگر مقاصد نبوت کی طرح ایک مقصدِ بعثت یہ بھی ہے کہ آپ جو دین حق اپنے ساتھ لائے اسے تمام ادیان پر غالب کر دیں۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۞ 55

”وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے“۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ

”اللہ تعالٰی نے حضور ﷺ کو مبعوث فرما کر یہ بتا دیا کہ جو دین نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں وہ باطل سے مغلوب نہیں رہے گا بلکہ میری تائید اور اپنی فطری توانائیوں سے ساری طاغوتی طاقتوں کو سرنگوں کر دے گا۔ یہ غاروں میں چھپ کر اور خانقاہوں میں دبک کر رہنے والوں کا دین نہیں یہ کشاکش حیات سے دامن بچا کر کنج عافیت میں زندگی بسر کرنے والوں کا دین نہیں۔ کسی مصلحت کے پیشِ نظر باطل سے مفاہمت و مصلحت کرنے والوں کا دین نہیں۔ یہ تو اللہ تعالٰی کے شیروں کا دین ہے جو گرجتے ہیں تو باطل کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ان عقابوں اور شاہینوں کا دین ہے کہ جب وہ پَر کشا ہوتے ہیں تو فضا کی پہنائیاں سمٹ کر رہ جاتی ہیں۔ یہ ان بہادروں اور جوان مردوں کا دین ہے جو زندگی کی کشتی کو حادثات کے طوفانوں سے کھیلنا جانتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس دین کو تمام مروّجہ ادیان، مذاہب اور نظام ہائے حیات پر غلبہ بخشے گا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ عہدِ رسالت میں بھی مکّہ میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ جو کفر و شرک کا گڑھ تھا۔ خلافت راشدہ میں ایشیا اور افریقہ کے براعظموں میں اس کی عظمت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شرق و غرب میں توحید کی صدائیں گونجنے لگی۔ غالب آنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اس کو قبول کر لیں گے یا اس کی برتری کو تسلیم کر لیں گے“۔[56]

رسالت کا اصل مقصد توحید کے انوار کو عام کرنا

رسالت کا اصل مقصد ہی توحید کے انوار کو عام کرنا تھا۔ کہیں معاہدہ سے کہیں غزوات سے اسی مقصد کے لیے راہ ہموار کرنا تھا اور کہیں قلوب کو انوارِ توحید کی ضیاباریوں سے جگمگانا تھا۔ گویا غیروں کو اپنانا اور اپنوں کو سنوارنا تھا یہی کارِ رسالت تھا۔ آنحضور ﷺ کو توحید باری تعالٰی کی دعوت کا حکم ان الفاظ میں ہوتا ہے:

قُلْ لِمَنْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلْ لِلَّهِ ۚ ۞ 57 ”(ان سے) پوچھو کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے کس کا ہے کہہ دو اللہ کا ہے“۔

ایک اور جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞ 58

CC BY

”آپ فرمائیے کیا بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی کو (اپنا) معبود بناؤں (وہ اللہ جو) پیدا فرمانے والا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور خود نہیں کھلایا جاتا فرمائیے بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے سر جھکانے والا (نیز یہ حکم دیا گیا ہے کہ) ہر گز نہ بنا شرک کرنے والوں سے“۔

ماحول کی اصلاح:

رسول اللہ ﷺ نے صرف مکہ کی اصلاح کا کام نہیں کیا بلکہ پوری کائنات کی اصلاح کا فریضہ آپ ﷺ نے ادا کیا۔

اس اصلاح کے متعلق نعیم صدیقی لکھتے ہیں کہ

”حضور ﷺ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت نے پورے کے پورے اجتماعی انسان کو اندر سے بدل دیا اور صبغۃ اللہ کا ایک ہی رنگ مسجد سے لے کر بازار تک، مدرسہ سے عدالت تک اور گھروں سے لے کر میدان جنگ چھا گیا۔ ذہن بدل گئے، خیالات کی رو بدل گئی، نگاہ کا زاویہ بدل گیا، عادات و اطوار بدل گئے، رسوم و رواج بدل گئے، حقوق و فرائض کی تقسیمیں بدل گئی، خیر و شر کے معیارات اور حلال و حرام کے پیمانے بدل گئے، اخلاقی قدریں بدل گئی، دستور اور قانون بدل گیا، جنگ و صلح کے اسالیب بدل گئے، معیشت اور ازدواج کے اطوار بدل گئے اور تمدن کے ایک ایک ادارے اور ایک ایک شعبے کی کایا پلٹ گئی۔ اس پوری کی پوری تبدیلی جس کا دائرہ ہمہ گیر تھا ایک سرے سے دوسرے سرے تک خیر و فلاح کے علاوہ کچھ نہیں ملتا تھا، کسی گوشے میں شر نہیں، کسی کونے میں فساد نہیں، کسی جانب بگاڑ نہیں۔ ہر طرف بناؤ ہی بناؤ، تعمیر ہی تعمیر اور ارتقاء ہی ارتقاء ہے“۔[59]

دربار نجاشی میں حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے عرب دنیا کے لوگوں کی اخلاقی حالت کا نقشہ اور نورِ نبوت پھیلنے کے بعد لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی اور انقلاب کا اندازہ حضرت جعفر طیّارؓ کی اس تقریر سے ہوتا ہے جو انہوں نے شاہِ حبشہ کے دربار میں اس کے استفسار پر کی وہ تقریر درج ذیل ہے:

”اے بادشاہ ہم جاہلیت والی قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، ہر قسم کی بے حیائیوں اور گناہوں میں آلودہ تھے ہم میں سے جو طاقت ور ہوتا وہ کمزور کو پھاڑ کھاتا، ہم اس حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں ایک سچا رسول بھیجا جس کے حسب و نسب، خاندان اور جس کی سچائی، امانتداری اور عفّت و پاکبازی سے پہلے واقف تھے۔ انہوں نے ہم کو دعوت دی کہ ہم صرف ایک اللہ پر ایمان لائیں اور اسی کی عبادت کریں اور ہم اور ہمارے باپ دادا جن بتوں اور پتھروں کو پوجتے تھے اس کو بالکل چھوڑ دیں اور ان سے قطع تعلق کر لیں۔ انہوں نے ہم کو سچ بولنے، امانت ادا کرنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا۔ بے حیائی کے کاموں جھوٹ، فریب اور یتیم کا مال کھانے، پاکدامن اور پاکباز پر الزام سے منع فرمایا۔ انہوں نے ہم کو حکم دیا کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ انہوں نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیا۔

(اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس موقع پر انہوں نے اس طرح کے اور ارکانِ اسلام بیان کیے) ہم نے ان کی تصدیق کی ان پر ایمان لائے اور جو طریقہ اور تعلیم وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اس کی پیروی کی، صرف ایک اللہ کی عبادت کی، اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کیا۔ جو انہوں نے حرام کیا اسے حرام مانا، جو انہوں نے حلال کیا اسے حلال تسلیم کیا اس پر ہماری قوم ہماری دشمنی پر کمربستہ ہو گئی۔ انہوں نے ہم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں اور ہم کو اس دین سے پھیرنے کے لیے مختلف آزمائشوں میں ڈالا اور اس کی کوشش کی کہ اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر ہم پھر بتوں کی پوجا شروع کر لیں اور جن جرائم اور گناہوں کو پہلے جائز سمجھتے تھے پھر جائز اور حلال سمجھنے لگیں۔

جب انہوں نے بہت زیادہ زبردستی کی، ہم پر ظلم کیا، ہمارا جینا دوبھر کر دیا اور ہمارے دین کے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تو ہم آپ کے ملک میں پناہ لینے کے لیے آئے اور اس کے لیے آپ ہی کا انتخاب کیا آپ کی جوار اور پناہ کی خواہش کی۔ اے باشاہ ہم یہاں پر اُمید لے کر آئیں ہیں کہ ہم پر کوئی ظلم نہ کیا جاسکے گا“۔[60]

مزکورہ بالا ایسے مقاصد ہیں کہ جن کے ذریعے خرابی فکر میں ہو یا عمل میں، اعتقاد میں ہو یا نظریہ میں، اخلاق میں ہو یا عبادت میں، معاملات میں ہو یا قوموں کی زندگی میں، معیشت میں ہو یا تمدن میں، تہذیب میں ہو یا ثقافت میں، سیاست میں ہو یا حکومت میں، آجر میں ہو یا اجیر میں، چھوٹے میں ہو یا بڑے میں اور حاکم میں ہو یا محکوم میں ہر شعبہ زندگی کو درست جہت اور صحیح سمت عطا کی ہے۔

نتیجہ

انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد انسانیت کی اصلاح، فطری گمراہیوں سے نجات، اور اللہ تعالیٰ کے عدل و قانون کا قیام تھا۔ انبیاء کی دعوت محض عبادات یا عقائد کی سطح پر محدود نہ تھی بلکہ اس میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں — اخلاق، معیشت، سیاست، تعلیم، عدل اور روحانیت — کی اصلاح شامل تھی۔ اس سلسلے کی تکمیل اور اتمام نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت سے ہوئی، جنہوں نے ظلم و جبر، جاہلیت، جہالت، خرافات اور طبقاتی تفریق میں جکڑے ہوئے معاشرے کو علم، عدل، طہارت، رواداری، مساوات اور خدا ترسی کی بنیادوں پر ایک مثالی اسلامی معاشرہ بنا دیا۔ آپ ﷺ کی دعوت اور سیرت و کردار سے جو انقلاب رونما ہوا، اس نے نظریات و افکار کو بدل کر رکھ دیا۔ نیکیوں کی ہوائیں ہر سمت چلنے لگیں، اطاعت و حسنات کے گلاب مہکنے لگے، گلستان تو گلستان، در و دیوار پر بھی سبزہ اگنے لگا۔ برائی کی قوتیں مضمحل ہو گئیں اور نیکی تیزی سے پروان چڑھی۔ علم و عمل کی وادیوں میں تازگی اور روحانیت کا نکھار پیدا ہوا۔ المختصر، ایک بار پھر حق نے غلبہ پایا اور باطل سرنگوں ہوا۔ آج کے دور میں اگر انسانیت کو حقیقی فلاح و نجات، اور معاشروں کو عدل، امن اور روحانی استحکام کی طرف واپس لوٹنا ہے، تو اس کا واحد اور دائمی نسخہ سیرتِ محمدی ﷺ کی پیروی اور شریعتِ محمدیہ کی مکمل اطاعت

CC BY

ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتِ طیبہ میں وہ کامل نمونہ موجود ہے جو ہر دور کے فرد اور معاشرے کو مطلوبہ اصلاح اور کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کامل شریعت کا سچا تابع، پیروکار اور علمبردار بنائے۔ آمین۔

حوالہ جات

---

1 القرآن، آل عمران ۳: ۱۶۴

2 القرآن، الحدید ۵۷ : ۲۵

3 القرآن، الصف ۶۱ : ۹

4 احمد مصطفٰی المراغی، تفسیر المراغی، ۳ : ۱۷۸، دارالفکر بیروت، لبنان

5 القرآن، الجمعۃ ۶۲ : ۲

6 الدکتور وھبۃ الزحیلی، تفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ اولمنھج، ۷، ۸ : ۲۴۰، دار الفکر المعاصر بیروت، لبنان

7 القرآن، ہود، ۱۱: ۸۸

8 امام جاء اللہ محمود بن عمر الزمخشری، الکشاف عن حقائق عوامض التنزیل، ۲ : ۳۹۷، من منشورات البلاغۃ

9 محمد بن علی بن محمد الشوکانی، م ۱۲۵۰ھ، فتح القدیر الجامع بین فی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر، ۲: ۵۱۹، عالم الکتب

10 ڈاکٹر ذوالفقار کاظم، انبیائے کرام انسائیکلوپیڈیا، بیت العلوم ۲۰-نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور، پاکستان، ص: ۱۶۷

11 امام حافظ ابن کثیر، ترجمہ: مولانا عطاء اللہ ساجد، قصص الانبیاء، دارُ السّلام، لاہور، پاکستان، ص: ۵۴

12 القرآن، الانبیاء ۲۱ : ۸۵، ۸۶

13 القرآن، مریم ۱۹: ۵۶، ۵۷

14 ڈاکٹر ذوالفقار کاظم، انبیائے کرام انسائیکلوپیڈیا، بیت العلوم ۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور، پاکستان، ص: ۱۷۸، ۱۷۹

15 القرآن، الاعراف ۷ : ۶۵ تا ۶۸

16 القرآن، الاعراف ۷ : ۶۵

17 القرآن، ہود ۱۱: ۵۰ تا ۵۲

18 القران، الشعراء ۲۶: ۱۲۸، ۱۲۹

19 القرآن، الاعراف ۷ : ۷۱

20 القرآن، الاعراف ۷ : ۷۴

21 القرآن، ہود ۱۱: ۶۱

22 مودودی، سید ابوالاعلٰی، تفہیم القرآن، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور پاکستان، ج: ۳، الحج: ۲۲، حاشیہ: ۵

23 مودودی، سید ابوالاعلٰی، تفہیم القرآن، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، ج: ۴، یٰسین: ۳۶، حواشیہ: ۶۵ تا ۶۶

24 مودودی، سید ابوالاعلٰی، تفہیم القرآن، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، ج: ۳، روم: ۳۰، حاشیہ: ۲۷

25 مودودی، سید ابوالاعلٰی، تفہیم القرآن، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، ج: ۲، الاعراف: ۷، حاشیہ: ۱۰

26 القرآن، نوح ۷۱ : ۱، ۳

27 القرآن، الاعراف ۷ : ۵۹

28 پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، ج: ۱، ص: ۴۳

29 القرآن، نوح ۷۱: ۱۵، ۱۶

30 القرآن، العنکبوت ۲۹: ۲۵

31 القرآن، العنکبوت ۲۹: ۱۶

32 القرآن، البقرۃ ۲ : ۲۵۸

33 القرآن، البقرۃ ۲ : ۲۵۸

34 القرآن، البقرۃ ۲ : ۲۵۸

35 القرآن، الاعراف ۷: ۸۰ تا ۸۲

36 القرآن، ہود ۱۱ : ۸۴ تا ۸۷

37 القرآن، طٰہٰ ۲۰ : ۵۰

CC BY

38القرآن، ص ۳۸ : ۲۶

39القرآن، ص ۳۸ : ۱۸

40القرآن، ص ۳۸ : ۳۰

41القرآن، النمل ۲۷ : ۱۵-۱۶

42القرآن، الانبیاء ۲۱ : ۸۱

43القرآن، یونس ۱۰ : ۹۸

44القرآن، الصافات ۳۷ : ۱۴۷، ۱۴۸

45القرآن، المائدۃ ۵ : ۷۲

46القرآن، الصف ۶۱ : ۶

47القرآن، بقرۃ، ۲:۱۲۹

48القرآن، آلِ عمران، ۳:۱۶۴

49القرآن، جمعہ، ۶۲:۲

50معارف القرآن، مفتی محمد شفیع ج:۸، ص:۴۳۴ ادارہ المعارفِ کراچی نمبر ۱۴ ۱۹۸۳ء

51القرآن، آل عمران ۳ : ۱۰۳

52ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ، ج:۱، ص:۲۵۹، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

53القرآن، الشوریٰ ۴۲ : ۵۲

54فی ظلال القرآن، ج:۹، ص:۹۶

55القرآن، الصف ۶۱ : ۹

56ضیاء القرآن، ج:۴، ص:۵۶۶ تا ۵۶۷

57القرآن، الانعام ۶ : ۱۲

58القرآن، الانعام ۶ : ۱۴

59نعیم صدیقی، محسنِ انسانیت، ص:۲۲، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز

60ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج:۱، ص:۳۵۹ تا ۳۶۰

CC BY